© rasailojaraid.com

اس وقت اچانک سامنے آئے، جب سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ کے علاوہ کئی موضوعات پر ان کی درجنوں بے مثال کتب، تازہ ہوا کے ایک خوش گوار جھونکے کی طرح عرب قارئین کو نصیب ہوئیں۔ میں نے ایک ملاقات میں ان سے پوچھا کہ جناب یہ پورا چمنستان اچانک کیسے ترتیب پا گیا؟ کہنے لگے: جیل میں ان ساری کتب کی تیاری ہوگئی تھیں۔مسوّدہ جات تیار تھے، اب انھیں ایک بار دیکھ کر شائع کروا رہا ہوں۔ ڈاکٹر صلابی نے بھی اپنے حالیہ بیان میں قذافی کے سابق وزرا اور مغرب سے لائے گئے کئی چہروں کے بارے میں واضح بیان دیا ہے کہ انھیں مستقبل کے انتظام میں قبول نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ عوام انھیں منتخب کرلیں۔ اب عبوری دستور کے مطابق آٹھ ماہ کے اندر اندر دستوری مجلس کے انتخابات ہونا ہیں۔ یہ مجلس ایک عبوری حکومت اور عبوری صدر بھی منتخب کرے گی اور پھر ۲۰ ماہ کے اندر اندر پارلیمانی اور صدارتی انتخابات کروائے جائیں گے کہ جن کے بعد لیبیا کو کسی ایک شخص یا خاندان کی ملکیت ہونے کے بجاے شورائیت و جمہوریت پر مبنی ایک نئی آزاد ریاست کے روپ میں سامنے آنا ہے۔ ان شاء اللہ

تیونس، مصر، لیبیا اور یمن کی طرح شام میں بھی کئی عشروں سے مسلط جابر آمریت کو مسترد کرنے کے لیے ۱۵ مارچ سے عوامی مظاہرے شروع ہوئے تو بشار انتظامیہ نے خوں ریزی کی نئی تاریخ رقم کرنا شروع کردی۔ بدقسمتی سے کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب شام سے مظلوم عوام کی شہادتوں اور ان پر ہونے والے مجرمانہ تشدد کی خبریں نہ ملتی ہوں۔ حقوق انسان کے ایک ادارے (شہداء سوریا) کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۵ مارچ سے ۹ ستمبر تک ۳ ہزار سے زائد افراد موت کے گھاٹ اتارے جاچکے ہیں، جن میں ۱۹۸ بچے اور ۱۴۳ خواتین بھی شامل ہیں۔ تقریباً ۱۰ ہزار افراد گرفتار کیے جاچکے ہیں۔ جان بچا کر ترکی اور لبنان ہجرت کر جانے والوں کی تعداد بھی ۱۵ ہزار سے متجاوز ہے، جو کبھی اپنے اپنے گھروں میں معزز و مکرم تھے اب مہاجر کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔

قذافی کے بعد سب سے زیادہ خوں ریز مظالم شام کی بشار حکومت ڈھا رہی ہے۔ ۱۵ مارچ کے بعد سے کوئی ایسا دن طلوع نہیں ہوا اور کوئی سورج ایسا غروب نہیں ہوا کہ جو معصوم شہریوں کے خون سے ہولی کھیلتے شامی فوجیوں کی سفاکی کا گواہ نہ بنا ہو۔ ہر لمحے ظلم کی نئی تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ انسانوں کو قتل کرنا تو کوئی کارنامہ ہی نہیں سمجھا جاتا، اصل بہادری یہ ہے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اذیت کیسے دی جائے۔ بچوں اور خواتین کو خاص طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ خوف وہراس پیدا ہو۔ کسانوں کی فصلیں تک جلائی جارہی ہیں، مال مویشی کو ہلاک کیا جارہا ہے۔

مظالم کی تفصیل اپنی جگہ اہم ہے، لیکن اصل قابل ذکر بلکہ قابل فخر بات یہ ہے کہ ان تمام مظالم نے شامی عوام کے حوصلوں کو پست کرنے کے بجاے مزید توانا کیا ہے۔ درعا نامی ایک سرحدی قصبے سے شروع ہونے والے مظاہرے دارالحکومت دمشق کے قلب تک پہنچ چکے ہیں۔ مظاہرے صرف دن کے اوقات ہی میں نہیں، رات کو بھی ہوتے ہیں۔ روزانہ ہونے والے مظاہرے ہر جمعے کے روز اپنے عروج کو پہنچ جاتے ہیں۔ معلوم ہونے کے باوجود کہ مظاہرے کے لیے نکلنا شہادت کے سفر پر نکلنا ہے، عوام بڑی تعداد میں نکلتے، شہید ہوتے اور جابر اقتدار سے آزادی کا کارواں آگے بڑھاتے ہیں۔ ہر جمعے کو ایک نیا عنوان دیا جاتا ہے اور پھر پورے ملک میں یہی عنوان چھایا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ بعض عنوان ملاحظہ کیجیے: الله معنا (اللہ ہمارے ساتھ ہے)، التحدی (چیلنج)، الحرائر (آزاد و باعزت خواتین کا جمعہ)، الصمود حتی اسقاط النظام (حکومت کے خاتمے تک ڈٹے رہنا)، ایک خطرناک عنوان یہ بھی تھا: الحماية الدولية (عالمی حفاظت)۔ بالکل وہی بن غازی کے محاصرے والی صورت۔ مظالم کے سامنے بے بس عوام چلا اٹھے کہ عالمی برادری کہاں ہے۔۔؟ بیرونی طاقتوں کے لیے مداخلت کا یہ ایک سنہری موقع ہوسکتا ہے۔

مظالم کا شکار عوام اس مطالبے کی سنگینی کے باوجود اپنی مجبوریاں رکھتے ہیں لیکن شام کا محل وقوع بھی بہت نازک حیثیت رکھتا ہے۔ شام میں آنے والی تبدیلی یقیناً تمام پڑوسی ممالک پر گہرے اثرات مرتب کرے گی۔ معروف امریکی رسالے فارن پالیسی سمیت کئی رسائل واخبارات اہم عالمی اور علاقائی تجزیہ نگار تو یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ اسرائیل کے لیے بشارالاسد سے زیادہ مفید اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ کئی عشروں سے گولان کا پورا علاقہ اسرائیل کے قبضے میں ہے لیکن اسد حکومت نے اس کی خاطر ایک بھی گولی نہیں چلائی۔ لبنانی، اردنی اور مصری سرحدوں سے تو صہیونی ریاست کو کچھ نہ کچھ پریشانی لاحق رہی ہے لیکن شامی حکومت نے اسرائیل کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا۔ اس سب کچھ کے باوجود بھی شام کو اگر کوئی کریڈٹ جاتا ہے تو صرف یہ کہ اس نے صہیونی ریاست کے مقابلے کے لیے فلسطینی مزاحمتی تحریکوں کا کارڈ اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ حماس اور الجہاد الاسلامی سمیت کئی فلسطینی تحریکوں کی قیادت شام ہی میں قیام پذیر ہے، اگرچہ انھیں وہاں سے مقبوضہ فلسطین کی آزادی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لیے کسی عسکری تیاری یا کارروائی کی اجازت نہیں ہے۔ انھیں پناہ دینا بہرحال ایک کارنامہ ہے۔

لیبیا کی طرح شام میں بھی یہی نعرہ عقیدہ بنا دیا گیا ہے اللہ- الاسد- الوطن ہر طرف یہی لکھا ملے گا الاسد الی الأبد (ہمیشہ کے لیے اسد)۔ شامی دستور کی آٹھویں شق میں حکمران بعث پارٹی کو شام کا ابدی حکمران قرار دیا گیا ہے۔ سیاسی جماعتیں یا اپوزیشن کوئی وجود نہیں رکھتی۔ شامی قانون کی شق ۴۹ کے مطابق الاخوان المسلمون سے تعلق کی سزا پھانسی ہے۔ جب بھی کسی نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کی اسے تہ خاک کر دیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں شام کے دو تاریخی شہروں 'حماۃ' اور 'حلب' میں جب اخوان کی قوت یکجا اور برسرزمین دکھائی دی تو سابق صدر حافظ الاسد نے دونوں شہروں کو ٹینکوں، توپوں اور جہازوں سے بم باری کر کے ملیامیٹ کر دیا۔ لیکن کیا ۳۰ سال پہلے کام دینے والا فارمولا آج بھی کام دے گا؟ جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اس حقیقت کو خود بشار اور اس کے حواری بھی سمجھتے ہیں۔ انھوں نے ایک طرف تو مظاہرین کو وحشیانہ تشدد کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی اور دوسری طرف اصلاحات کے نام پر بعض لالچ بھی دیے۔ ۱۹۸۲ء سے لے کر اب تک ہزاروں کی تعداد میں خاندان ملک بدری کی زندگی پر مجبور تھے۔ ان کی نسلوں کی نسلیں گزر گئیں لیکن گھر واپسی کی اجازت نہ ملی۔ حالیہ تحریک شروع ہوئی تو بشار نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے تمام شامی شہریوں کو واپسی کی اجازت دے دی، لیکن اب اس اعلان پر بھروسا کون کرتا۔ تحریک ختم کرنے کے لیے سیاسی اور صحافتی آزادیوں کا اعلان کر دیا گیا، تنخواہوں میں اضافے کا اعلان کر دیا گیا لیکن 'روم کے جلنے کے بعد' اب کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی۔

شام اب دنیا میں تنہائی کا شکار ہے۔ ترک وزیراعظم چند سال سے شام کے ساتھ مضبوط تر تعلقات کی خصوصی کاوشیں کر رہے تھے۔ دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی اور عسکری تعاون میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔ دونوں ملکوں کے مابین ویزے کی پابندی ختم کر دی گئی تھی۔ لیکن ہزاروں افراد کے قتل اور روزمرہ تعذیب و تشدد کے بعد یہ تعلقات بھی تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ اردوگان نے بشار کو بے تکلفی سے مشورہ دیا کہ عوام کو ساتھ نہ لیا تو کوئی تدبیر بھی کام نہ آئے گی لیکن بشار حکومت ناراض ہو گئی۔ اب مسلمان ملکوں میں سے صرف ایران بشار کا کھلم کھلا ساتھ دے رہا ہے لیکن اس کا بھی فائدے کے بجائے نقصان ہو رہا ہے۔ عرب بالخصوص خلیجی ممالک میں اس وقت شیعہ سنی اختلافات کی جنگ سنگین حدوں کو چھو رہی ہے، ایران کا شام سے تعلق شام پر شیعہ کنٹرول کی حیثیت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھا جارہا ہے۔ جو ممالک اور افراد ایران کے بارے میں مذہبی حساسیت نہیں رکھتے وہ بعث پارٹی اور اس کے مظالم کے شانہ بشانہ کھڑا دیکھ کر ایران سے ناراض ہورہے ہیں۔ البتہ عالمی برادری میں روس اور چین شام کے خلاف اقوام متحدہ کے ذریعے مزید پابندیوں کی بوجوہ مخالفت کررہے ہیں۔

صورتحال کو سمجھنے کے لیے شام میں آبادی کا تناسب دیکھیں تو یہ ایک واضح سنی اکثریت کا ملک ہے۔ ۷۰ فی صد سے زائد آبادی سنی العقیدہ ہے۔ ۱۰ سے ۱۲ فی صد علوی ہیں، حکمران پارٹی کا تعلق اسی گروہ سے ہے۔ اگرچہ کئی نمایاں علوی رہنما بھی اس تحریک میں بشار حکومت کے بجاے عوام کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ۲ فی صد اسماعیلی اور ۳ فی صد دروزی ہیں، شیعہ آبادی ۰.۵ فی صد ہے، جب کہ معمولی تعداد میں مسیحی، ارمنی اور مجوسی بھی ہیں۔ نسلی اعتبار سے دیکھیں تو ۹۰ فی صد عرب اور ۱۰ فی صد کرد ہیں۔ اس کثیر المذہبی ملک میں نظریاتی لحاظ سے بعثی اور مذہبی لحاظ سے علوی شناخت رکھنے والا اسد خاندان ۱۹۶۳ء سے اقتدار میں ہے۔ انقلابات کی لہر اعلان کررہی ہے کہ ڈکٹیٹرشپ کا دور ختم ہوگیا۔

شام میں تحریک کا آغاز ہوا تو عوام کا نعرہ تھا: الشعب یرید اصلاح النظام (عوام نظام کی اصلاح چاہتے ہیں)۔ حکومت نے اس نعرے کا جواب خوں ریزی اور قتل عام سے دیا۔ اب عوام بیک زبان ایک ہی مطالبے پر مصر ہیں الشعب یرید اسقاط النظام: (عوام حکومت کا خاتمہ چاہتے ہیں)۔ گذشتہ دنوں ایک شامی رکن پارلیمنٹ سے تفصیلی گفتگو رہی۔ حکومت کی وکالت کرتے ہوئے بار بار کہہ رہا تھا کہ حکومت خود بھی اصلاحات چاہتی ہے، پورے نظام میں تبدیلیاں لے آئے گی لیکن یہ لوگ بیرونی ایجنٹ ہیں، مذاکرات پر ہی آمادہ نہیں۔ عرض کی جب موقع تھا حکومت سنتی نہ تھی۔ اب قذافی جیسا سفاک بھی ۵۰ ہزار مزید جانوں کا بوجھ اٹھا کر ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا ہے اور بشار حکومت بھی خوں ریزی کی انتہا کرچکی ہے۔ تو اس وقت کون بات کرے اور کیوں کرے۔ اب تو پورا نقشہ تبدیل ہوکر رہنا ہے۔ بے گناہ معصوم عوام کا خون بڑے سے بڑے تاجداروں کو بھی اوندھے منہ گرا دیتا ہے۔ یہ تاجدار کوئی فرد ہو، تنظیم ہو، ریاست ہو یا بزعم خود کوئی سپر پاور۔ اس وقت تو اصل سوال ان ظالم حکمرانوں کا ساتھ دینے والے آپ جیسے اصحاب جبہ و دستار کا ہے کہ دنیا و آخرت میں ان کا انجام کیا ہوگا____ یہی سوال اہل پاکستان سمیت ان تمام لوگوں سے بھی ہے جو ان مظالم پر خاموش اور لاتعلق بیٹھے ہیں!

© rasailojaraid.com